امام ابوبکر مراغی کی تحقیق النصرۃ

قاضی اطہر مبارکپوری

اب کے رمضان المبارک کی تیرہ تاریخ یوم چہار شنبہ کو مدینہ منورہ سے دو تازہ علمی تحفہ محترم حافظ محمد صدیق صاحب المیمنی کے توسط سے حاصل ہوئے، محترم و مخدوم مولانا محمد نمنکانی مدنی صاحب المکتبۃ العلمیہ باب الرحمۃ مدینہ منورہ نے امام زین الدین ابوبکر بن حسین مراغی مدنی متوفی ۸۱۶ھ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ" اور امام جمال الدین مطری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی "التعریف بما آنست الہجرۃ من معالم دار الہجرۃ" ہمارے پاس ہدیۃً روانہ فرمائی ہے، مولانا موصوف بہت بڑے علم دوست اور مردم شناس بزرگ ہیں، "تحقیق النصرۃ" جیسی نادر و نایاب کتاب آپ کے زیر اہتمام چھپ کر تازہ بتازہ آئی ہے، اس سے پہلے مولانا نے مدینہ منورہ کی سب سے ضخیم اور معتبر کتاب "تاریخ وفاء الوفا باخبار دار المصطفٰے" سمہودی کو بڑے اہتمام سے چار جلدوں میں مصر میں چھاپ کر اپنے مکتبہ سے شائع کیا ہے، اب یہ دوسری کتاب شائع ہوئی ہے، اور انشاء اللہ مدینہ منورہ کی تیسری معتبر تاریخ "المغانم المطابۃ فی معالم طابۃ" فیروز آبادی بھی بہت جلد آپ کے مکتبہ سے شائع ہوگی، جیسا کہ "تحقیق النصرۃ" کے مقدمہ میں مولانا نے اس کی بشارت دی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، واقعہ یہ ہے کہ آپ کے مدینہ منورہ سے محبت و عقیدت کی وجہ سے اس مقدس خطہ کی اہم تاریخیں ہمیں دیکھنے کو نصیب ہو رہی ہیں، ورنہ اس سے پہلے صرف وفاء الوفاء اور اس کی تلخیص خلاصۃ الوفاء مدینہ منورہ کی تاریخ میں پہلی اور آخری کتاب سمجھی جاتی تھی، اللہ تعالیٰ آپ کے علمی نشاط کو قائم رکھے تاکہ اس مقدس شہر کی تاریخ میں ہمارے متقدمین و متاخرین علماء نے جس قدر لکھا ہے، اس کا بیشتر حصہ ہمارے سامنے آجائے،

آج کی مجلس میں ہم "تحقیق النصرۃ" کا تعارف کرانا چاہتے ہیں تاکہ اس نادر و نایاب اور نئی کتاب سے اہل علم استفادہ کریں، اس سلسلہ میں پہلے اس کے مصنف کی مختصر سوانح عمری اس مطبوعہ کتاب کے مقدمہ سے نقل کرتے ہیں جو امام محمد بن سخاوی کی کتاب "الضوء اللامع لاھل القرن التاسع" سے ماخوذ ہے،

حضرت امام زین الدین ابوبکر بن حسین مراغی مصری مدنیؒ

حضرت امام زین الدین ابوبکر بن حسین بن ابوحفص عمر بن ابو عبد اللہ محمد بن یونس بن ابو الفخر بن محمد بن عبد الرحمن بن نجم بن طولو قرشی ہمشی اموی عثمانی مراغی مصری مدنی متوفی ۸۱۶ھ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے مین مشہور ہے کہ آپ کی کنیت ابوبکر ہی آپ کا نام ہے، بعضون نے کہا ہے کہ آپ کا نام عبد اللہ ہے اور کنیت ابوبکر کی طرح ابو محمد بھی ہے، آپ "ابن حسین مراغی" کی کنیت سے بھی مشہور ہین، آپ کے والد ماجد بھی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم تھے، چنانچہ دار الکتب مصری کے ایک قلمی نسخہ کی پشت پر آپ کے والد کا نام یون درج ہے، الشیخ الامام العالم المقسامی بدر الدین الحسین بن الشیخ سراالدین عمر المراغی العبشی العثمانی

آپ ۷۲۷ھ مین قاہرہ مین پیدا ہوئے، اور وہین آپ کی نشو ونما ہوئی، ویسے تو آپ نے مصر کے بہت سے علماء سے پڑھا، لیکن امام تقی الدین سبکی وغیرہ سے بہت زیادہ پڑھا، امام اسنویؒ کی صحبت مین رہ کر فقہ مین مہارت حاصل کی، اور امام اسنویؒ نے آپ کو افتاء کی اجازت دی،

ابتدائی دور ہی مین قاہرہ چھوڑ کر حجاز آگئے اور مدینہ منورہ مین مستقل سکونت اختیار کر کے پچاسون سال تک یہان رہے اور یہین ۷۵۰ھ مین علامہ ابن سبع اور علامہ بدرین فرعون سے صحیح بخاری کا سماع کیا، مدینہ منورہ ہی مین آپنے شادی کی اور چند اولاد ہوئی، ۱۱ ذی الحجہ ۷۶۶ھ کو شیخ بہاء الدین محمد بن محب زرندی کی جگہ پہ مدینہ منورہ کے قاضی، خطیب اور امام بنائے گئے، جب تک ان مناصب پہ رہے نہایت عمدگی اور سلیقہ مندی سے خدمات انجام دیتے رہے، پھر ڈیڑھ سال کے بعد صفر ۸۱۱ھ مین اپنے داماد شیخ رضی الدین ابو حامد مطری کے حق مین ان عہدون سے برطرف ہوگئے،

مدینہ منورہ مین آپ کی ذات علم وفضل مین مرکزی حیثیت رکھتی تھی ہر سال حجاج وزوارین سے بیشمار حضرات آپ کے علمی فیوض وبرکات سے نفع حاصل کرتے تھے، مسجد نبوی شریف مین آپ کا مستقل حدیث کا حلقۂ درس قائم تھا، وصال سے پہلے جب آپ نے ۸۱۴ھ اور ۸۱۵ھ مین مکہ مکرمہ مین مجاورت اختیار فرمائی تو مکہ، منیٰ، اور جراعنہ وغیرہ مین بھی لوگون نے آپ سے درس لیا،

علامہ سخاویؒ لکھتے ہین کہ امام ابوبکر بن حسین مراغی مدنیؒ سے حدیث کا سماع ان کی اولاد کے علاوہ ان کے نواسے محب الدین اور امام فاسی ومن لا احصیہم کثرۃً، اور اتنے زیادہ لوگون نے کیا ہے کہ مین ان کا شمار نہین کر سکتا، ویسے تو ان سے حدیث کی اجازت رکھنے والے اس وقت بھی کئی حضرات ہین، مگر مین ان سے سماع کرنے والون مین صرف ایک شیخ ابو الفتح ابن علیک کو مدینہ منورہ مین اور شیخ ابوبکر بن فہد کو مکہ مکرمہ مین جانتا ہون، امام ابوبکر مراغی کی مجلس درس مین جو سب سے آخر مین حاضر ہوا ہے وہ شیخ ابوبکر بن علی بن موسیٰ قرشیؒ ہین، جن کا انتقال ۸۹۵ھ یا ۸۹۸ھ مین ہوا ہے،

مدینہ منورہ مین بعض حضرات نے آپ سے قرأت وتجوید کا بھی درس لیا، وقت کے بڑے بڑے علمائے اسلام نے آپ کے بارے مین قیمتی رائے کا اظہار کیا ہے اور آپ کے فیوض وبرکات اور علوم وفنون کا برملا اعتراف فرمایا ہے، عالم اسلامی کے بہت سے علما رجوح وزیارت کے سلسلے مین آپ سے ملے اور فیضیاب ہوئے، انھون نے اپنی اپنی تصنیفات مین شاندار طریقہ پر آپ کا ذکر خیر کیا ہے مثلاً ایک طبقات نویس نے آپ کو ان القاب سے یاد کیا ہے الشیخ، الفقیہ، الامام العامر العامل، مفتی المعلمین المدارس، والمتصدر بالحرم الشریف،

اسی امام ابن جزری نے ایک موقع پر آپ کے بارے مین لکھا ہے،

الامام، العالم، العامل، العلامۃ، الحبر، البحر، الفرید، الحجۃ، المحقق، القدوۃ، مفتی المسلمین زین الدین والملۃ، جمال العلماء العاملین، شرف الاعیان والمدارسین،

شیخ برہان الدین ابناسی کے والد نے آپ کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے،

الشیخ، الصالح، المربی کھف الفقراء والمساکین،

برہان الدین ابناسی نے اپنے لڑکے کے اجازت نامہ مین آپ کو ان الفاظ مین یاد کیا ہے،

الشیخ، الامام، العالم، العلامۃ، ذی الفوائد الجسیمۃ والفرائد الیتیمۃ، صدر المدرسین زین المفتین،

اسی طرح مغرب ومشرق کے بہت سے علماء نے آپ کو شاندار الفاظ مین یاد کیا ہے،

آپ کی تصنیفات مین بہت سی کتابین ہین اور سب کی سب اپنے موضوع پر لاجواب ہین، مثلاً

(۱) "تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ" مدینہ منورہ کی تاریخ جس پر ہم یہ مقالہ لکھ رہے ہین،

(۲) "روائح الزہر" یہ کتاب الزہر الباسم فی سیرۃ ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختصار ہے اور سیرت نبوی پر ہے (۳) "منتخب الحرز" یہ کتاب ابو القاسم عبدالغفار بن محمد سعدی کی کتاب "الحرز المعدلمن فقد اسولہ" کا اختصار ہے (۴) مرشد الناسک الی معرفۃ المناسک" یہ مناسک حج پر ایک مختصر مفید رسالہ ہے، (۵) "الوافی تبکلۃ الکافی" یہ کتاب ان کے استاذ امام اسنوی کی شرح "المنہاج" کی تکمیل ہے استاذ نے المنہاج کی شرح کی اور شاگرد نے اسے مکمل کیا، کہا جاتا ہے کہ ابوبکر مراغی نے امام اسنوی کی حیات ہی مین ان کی شرح کی تکمیل کا کام شروع کر دیا تھا، (۶) "العمدہ فی شرح الزبدۃ" یہ کتاب بارزی کی کتاب العمدہ کی شرح ہے، ان کتابون کے علاوہ بھی آپ کی کئی عمدہ تصنیفات ہین، اس مفتی مسلمین، مدرس حرم نبوی اور زبردست عالم دین کی وفات ابتدائے ذی الحجہ ۸۱۶ھ مین مدینہ منورہ مین ہوئی اور علم وفضل کے اس پیکر کو جنت البقیع کے قبرستان مین دفن کیا گیا،[۱]

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

یہ تمام واقعات علامہ سخاوی کی کتاب "الضوء اللامع" جلد ۱۱ ص ۲۸ تا ص ۲۱ طبع مصر سے ماخوذ ہین،

تحقیق النصرہ بہ تلخیص معالم دار الہجرۃ

اس کتاب کا ایک قدیم قلمی نسخہ خود ناشر کے یہاں مدتوں سے محفوظ تھا، اس کے علاوہ اس کے دو قلمی نسخے دار الکتب مصریہ میں محفوظ ہین، پہلا نسخہ ۷۶۶ھ کا لکھا ہوا ہے، جو کتاب کے سن تالیف کے ایک سال بعد کا ہے، دوسرا نسخہ بھی اسی دار الکتب مین محفوظ ہے، ان ہی تینون نسخون کو سامنے رکھ کر یہ کتاب شائع کی گئی ہے، اور جگہ جگہ حاشیہ پر نسخون کے اختلاف کو بیان کیا گیا ہے، کتاب کے شروع مین دار الکتب کے دونون نسخون مین سے ایک کے پہلے صفحہ کا اور دوسرے کے آخری صفحہ کا فوٹو بھی دیا گیا ہے، اس کتاب کو علامہ ابوبکر بن حسین نے ۷۶۶ھ مین لکھا ہے، اسی کتاب مین "مسجد بنی ساعدہ" کے ذکر مین لکھتے ہین،

وعندها اثر باب للمدينة معروف بدرب جهينة الى سنة ست وستين وسبعمائة وهو تاريخ هذا الكتاب [ه]

یہان پر مدینہ کے دروازہ درب جہنیہ کا اثر ۷۶۶ھ تک باقی ہے جو کہ اس کتاب کی تصنیف کا زمانہ ہے،

نیز کتاب کے خاتمہ پر مصنف لکھتے ہین

فرغت من تبيضه يوم السبت ثانى عشر رجب الفرد عام ستة وستين وسبعمائة [ه]

مین اس کتاب کے صاف کرنے سے یوم شنبہ ۱۲ رجب ۷۶۶ھ مین فارغ ہوا،

اس کتاب کی تصنیف کے چالیس سال بعد ۸۱۶ھ مین مصنف کا وصال ہوا، ناشر کے پاس جو قلمی نسخہ مدینہ منورہ مین تھا، وہ تیرہوین صدی ہجری مین ایک سندی مدنی عالم علامہ لطف اللہ بن علامہ محمد ذاکر کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخہ کی نقل ہے، جسے مرحوم نے نہایت ذوق وشوق سے مواجہ شریف کے سامنے بیٹھ کر مکمل کیا ہے، اس واقعہ کی عبارت یہ ہے،

وتمت هذه النسخة المباركة يوم الاحد فى السادس والعشرين من ربيع الاول سنة الف ومائتين وواحد واربعين بالمدينة المشرفة النبوية عند مواجهة الحجرة الكريمة على ساكنها افضل الصلوات والشرف التسليمات وانا الضعيف النحيف الفقير المحتاج الى الله لطف الله بن الشيخ العلامة الفهامة محمد ذاكر السندى النقشبندى تغمده الله بغفرانه وجعله بحبوحة حياته امين،

اس نسخہ مبارکہ کی نقل بروز یکشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۲۴۱ھ مین مدینہ منورہ کے اندر مواجہ شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پوری ہوئی، ۔ ۔ ۔ ۔ بندہ ضعیف ونحیف، فقیر، محتاج لطف اللہ بن شیخ علامہ ذاکر سندی نقشبندی تغمدہ اللہ بغفرانہ الخ،

[ه] ص ۱۴۶ ، [ه] ص ۲۱۱

علامہ لطف اللہ سندھی نقشبندیؒ کے نسخہ سے شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبداللہ صدیقی مدنی نے نقل کیا، اس نسخہ کے کچھ جملے ان کے استاذ اور شیخ علامہ عمر حمدانی محرسیؒ نے نقل کئے، پھر اس نسخہ کی نقل کی گئی جس کی تکمیل جمعہ ۱۲ ار محرم ۱۳۱۳ھ کو ہوئی، اسی مدنی نسخہ کو اصل قرار دیکر کتب خانہ مصریہ کے دونوں نسخوں سے اختلاف نسخ کو نقل کیا گیا ہے، جو نسخہ ۷۶۷ھ میں یعنی تصنیف کے ایک سال بعد لکھا گیا ہے، اس کے آخر میں یہ عبارت ہے،

وتمت هذه النسخة المباركة يوم الاربعاء تاسع عشر رجب الفرد سنة سبع وستين وسبع مائة على يد العبد الفقير الى الله تعالى عبد الله بن عبد الكافي بن علي الحسني الطباطبي الشافعي الصوفي نزيل حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ مبارک نسخہ بروز چہارشنبہ ۱۹ ار رجب ۷۶۷ھ کو فقیر عبداللہ بن عبدالکافی بن علی حسنی طباطبی شافعی صوفی، حال وارد مدینہ منورہ کے ہاتھوں تمام ہوا،

اس کتاب کی تصنیف کے وقت امام ابوبکر بن حسین مراغیؒ کے سامنے مدینہ منورہ کی دو تاریخیں تھیں، ایک تو امام حافظ محب الدین بن نجار رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ" جو نہایت جامع اور پرمغز تھی، اس میں مدینہ منورہ کے اکثر و بیشتر آثار و علائم کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اور دوسری امام جمال الدین مطری مدنی متوفی ۷۴۱ھ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "التعریف بما آنست الہجرۃ من معالم دار الہجرۃ" تھی، یہ کتاب امام ابوبکر بن حسین مراغی کی کتاب سے چند سال پہلے لکھی گئی، اور شیخ جمال الدین مطریؒ کے صاحبزادے امام ابوالسعادۃ عفیف الدین سے انھوں نے اس کی روایت بھی کی تھی، اس کتاب میں امام مطریؒ نے نہایت سلیقہ مندی سے ابن نجار کے بعض مباحث کی تکمیل کی، اور بہت سے تاریخی واقعات کا اضافہ فرمایا، امام مراغی نے ان ہی دونوں کتابوں کو سامنے رکھ کر "تحقیق النصرۃ" مرتب کی، نیز بہت سے اہم فوائد کا اضافہ فرمایا، خود مقدمہ میں لکھتے ہیں،

فاستخرت الله فى جمع مقاصدهما بحذف الاسناد .... واثبت فى بعض المواضع ما لم يذكراه لاختصاره او غرابته ليحمل جلالته من الحسد على تحصيله لعاتيه، وضممت اليه من اقتناص سوانح الشوارد، وفوائد الفوائد ما اعظم عند خاصة وقعه، وربما الجأ

میں نے ان دونوں کتابوں کی سندوں کو حذف ان کے مقاصد کو یکجا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور بعض مقامات پر ایسی باتوں کا اضافہ کیا جن کو ان دونوں حضرات نے اختصار یا ندرت کے خیال سے ذکر نہیں کیا تھا، تاکہ جو شخص صاف دل ہو کر ان کو معلوم کرنا چاہے معلوم کرلے، نیز میں نے بہت سے نوادر اور فوائد کا اضافہ کیا، جو خواص کے لئے

الاختصار والمناسبة الى تقديم وتاخير، وحذف وتطويل وتكرير، ليعم العامة نفعه منها في أول الزيادة بقولي قيل كذا، او نقل كذا، او نقل فلان كذا، او ينبغي كذا، وفي آخرها والله اعلم ليكون هذا الفرع لما حواه الاصل جامعًا، منفردًا لفوائد جليلة لا يجد لها دافعًا،

(ص ۱۰ - ۱۱)

بہت اہم ہیں، اور مقامات وحالات کی مناسبت سے بہت سے واقعات میں میں نے تقدیم وتاخیر اور حذف وتطویل کی اور بار بار ذکر کیا، تاکہ عوام بھی اس سے نفع اندوز ہوں، ہر ایسے فائدہ کے شروع میں میں نے قیل کذا، نقل کذا، نقل فلاں کذا ینبغی کذا کے الفاظ سے تنبیہ کر کے آخر میں واللہ اعلم لکھدیا ہے، تاکہ یہ کتاب اپنے اصل کے ساتھ جامع اور ایسے فوائد میں منفرد ہو جائے جن سے انکار کی گنجایش نہیں ہے،

واقعہ یہ ہے کہ امام مراغیؒ نے اپنی طرف سے جو فوائد وزوائد اضافہ کئے ہیں وہی ان کی اس کتاب کی افادیت کا باعث ہیں، اور ان ہی سے ان دونوں کے مقابلہ میں اس کتاب کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ خصوصیات اس کتاب کی جان ہیں،

دار الکتب مصریہ کے ایک ممتاز عالم محمد عبد الجواد الاصمعی نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اس کتاب کی تصحیح وتحقیق کی ہے، اور اس کے اسماء واماکن، امم وقبائل اور قوافی کی مفصل فہرست آخر میں لگائی ہے، کتاب کے اندر جگہ جگہ محترم ناشر نے نسخوں کے اختلافات کو درج کیا ہے، اور وفاء الوفاء وغیرہ سے اہم فوائد ومعلومات کا اضافہ کیا ہے، اور بہت سی حالیہ تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے، نیز پانچ صفحات میں مسجد نبویؐ کی جدید عزیزی اور سعودی تعمیر کا ذکر کر کے مسجد نبوی شریف کے دروازوں، مناروں، اور ستونوں وغیرہ کی تفصیلی تعداد درج کی ہے جس سے اس کتاب کی افادیت اور اہمیت دوبالا ہو گئی ہے،

پوری کتاب ۲۷۰ صفحات میں ہے، اور المکتبۃ العلمیۃ باب الرحمۃ، مدینہ منورہ سے مل سکتی ہے،